آدابِ معیشت

(آدابِ زندگی)



ادارۂ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

Price Rs. 1/50

قال اللہ تعالیٰ

كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ

(کھاؤ تم عمدہ عمدہ ہمارے دئے ہوئے رزق سے اور شکر کرو اللہ کا)

اقتصادیات

آدابِ معیشت

یعنی

کھانے، پینے، سونے پہننے کے سلیقے اور آداب

مرتبہ

مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

منشی انیس احمد ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی ۱۳

شاخ: ادارہ اشاعت دینیات ۳۶ محمد علی روڈ بمبئی ۳

قیمت ۱/۵۰

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَسْبَغَ عَلَیْنَا مِنْ نِّعْمَائِہِ الْکَامِلَۃِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْشَدَنَا اِلَی الْھِدَایَۃِ التَّامَّۃِ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ؕ

تمہید

پروردگارِ عالم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور کائنات کی تمام چھوٹی اور بڑی چیزوں کو انسان کی خاطر وجود عطا فرمایا۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ؕ

اللہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب ؛

تاکہ انسان اپنی جدوجہد اور سعی وعمل کی بقدر ان اشیاء سے منتفع ہو اور ان کے ذریعہ منعم حقیقی کو پہچانے اور ان کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو شکر گذاری اور قدر دانی کے ساتھ اپنے مصرف میں لائے۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

اور جو نعمت بھی تمہارے پاس ہے

تو اللہ کی طرف سے ہے۔

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے اس کے بتلائے ہوئے طریق کے موافق منتفع ہونا اور قدر دانی اور شکر گذاری کے ساتھ ان نعمتوں کو استعمال کرنا عین بندگی اور سراسر عبادت ہے

مالک حقیقی اور منعم حقیقی سے غافل اور بے پرواہ ہو کر اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے محظوظ ہونا کھلی سرکشی اور صاف کفران نعمت ہے

دنیا میں زیب و زینت اور راحت و آرام کی چیزوں اور لذیذ و عمدہ کھانوں اور پھلوں کو انسان ہی کی خاطر پیدا کیا گیا ہے پھر انسان کو ان کے استعمال سے کیونکر روکا جا سکتا ہے؟ اور ان نعمتوں کے مستحق وہی لوگ ہیں جو اپنے مالک برحق پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں ارشاد ربانی ہے:۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ
وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ
قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۵

آپ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کیے ہوئے کپڑوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ یہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیوی زندگی میں خالص ان ہی کے لئے ہے قیامت کے دن تک

دنیا دار العمل ہے۔ یہاں کا ہر کام اسباب کے ساتھ وابستہ ہے

اور عملی جدوجہد کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اس میں مومن اور غیر مومن
کی تفریق نہیں جو بھی انسان ان نعمتوں کے حصول کی کوشش کرے گا
فائز و کامیاب رہے گا۔ لیکن آخرت کی خوشگواری اور سرسبزی صرف
مومنوں کیلئے مخصوص ہے غیر مومن وہاں کے کسی انعام کا مستحق نہیں
اس لئے کہ اخروی نعمتوں کا حصول صرف مومنوں کے لئے ہوگا غیروں
کیلئے نہیں۔ اور یہ غیروں پر ظلم نہیں، بلکہ خود ان کی اختیار کردہ راہ ہے
نہ ان کو آخرت پر ایمان ویقین تھا اور نہ انہوں نے آخرت کی....
نعمتوں کی طلب اور جستجو کی اور نہ اس راہ کو اختیار کیا جس سے
اُخروی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جن امور کا یہاں انکار تھا وہاں ان
کا استحقاق کیسے ہو سکتا ہے؟

ارشاد ربانی ہے:-

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ
نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ
يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو
اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دینگے
اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم
اس کو کچھ دنیا اگر چاہیں دیدینگے
اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

دیگر مذاہب میں پروردگار عالم کیساتھ تعلق قائم کرنے کے لئے
دنیوی نعمتوں کو چھوڑنے کی کوشش کی گئی اور اس کے لئے رہبانیت
وغیرہ طریقے ایجاد کیے گئے لیکن انسان چونکہ اپنی فطرت اور طبیعت سے

مجبور تھا اس لئے یہ غیر فطری طریقے کارگر نہ ہوئے اور بیشتر مخلوق اپنے خالق سے بیگانہ رہی اور بندگی کا وسیع دائرہ ایک مخصوص طبقہ میں محدود ہو گیا اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ہے اس لئے اس نے ان تمام فطری امور اور طبعی تقاضوں کو برقرار رکھا اور بجائے ان سے روکنے کے وہ طریقے تعلیم کئے جن سے ان دنیوی نعمتوں سے انتفاع بھی زیادہ ہو۔ اور یہی انتفاع حق تعالیٰ شانہٗ کے تقرب اور تعلق کا ذریعہ بنجائے چنانچہ شریعت نے ہر چیز کے استعمال کا صحیح طریق اور اس کے آداب و شرائط تلقین کیئے جن کی پابندی اور نگرانی سے ہر مادی چیز روحانی بن گئی۔ اور تقربِ خداوندی اور تعلق الٰہی کا بہترین ذریعہ ہو گئی۔

یہی کھانا اور پینا۔ پہننا اور اوڑھنا۔ سونا اور جاگنا۔ ملنا اور جلنا اگر غفلت و مدہوشی کے ساتھ ہو تو دنیا ہے جو مردود و ملعون ہے اور خالق جل جلالہٗ سے دوری اور بے تعلقی کو بڑھاتا ہے اور اگر ان ہی امور کو شریعت کے بتلائے ہوئے طریق کے موافق کیا جائے اور خدا کا حکم سمجھ کر اس کی رضا کیلئے بجا لایا جائے تو عین دین ہے جو مطلوب اور مقصود ہے اور خالق جل جلالہٗ کے تقرب اور تعلق کا بہترین ذریعہ ہے۔ ع

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

حق سبحانہٗ تعالیٰ کا مسلمانوں پر خصوصی انعام ہے اور اسلام

کا اصلی کمال یہی ہے کہ انسان کی تمام مادی ضرورتوں اور طبعی تقاضوں کو بھی شریعت کے دائرہ میں لاکر روحانی اور ایمانی بنا دیا گیا۔ اب جیسا کہ مسلمان نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج کا مامور اور مکلف ہے۔ ایسا ہی کھانے پینے اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونے کا مامور اور مکلف ہے اور اس راہ سے اس کو قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے۔ البتہ اس کیلئے چند شرائط مقرر ہیں جن کی پابندی ضروری ہے

(۱) فرائض خداوندی کی ادائیگی میں غفلت ولاپرواہی نہ ہو اور ہر کام میں حق تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ موجود ہو

(۲) کسی دوسرے شخص کی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم حق تلفی نہ ہو۔ اور کسی پر ظلم وتعدی اور جبر وتشدد نہ ہو۔

(۳) ان نعمتوں کو حلال طریقہ سے حاصل کیا ہو اور ان کے حصول کیلئے حرام یا مشتبہ اور ناپسندیدہ طریقہ اختیار نہ کیا گیا ہو۔

(۴) ان نعمتوں اور مال ودولت کو اچھی جگہ اور عمدہ مصرف میں خرچ کیا جائے۔ حرام اور ناپسندیدہ امور میں خرچ نہ کرے اس لئے کہ حرام اور ناپسندیدہ جگہ میں خدا کی دی ہوئی نعمت اور مال ودولت کو خرچ کرنا پوری ناقدری اور کھلا کفران نعمت ہے۔

(۵) مادی ضرورتوں کو پورا کرنے اور دنیوی نعمتوں کے استفادے سے مقصود خالق جل جلالہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہو اس کی رضا

اور خوشنودگی کی طلب اللہ تعالیٰ ہو اور اس اجر و ثواب کا حصول ہو۔ جو ان مادی ضروریات کو پورا کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ محض نفس پروری، اور خواہش پرستی نہ ہو۔ خواہشات پرستی بدترین جرم ہے جو بندگی کے منافی ہے اور ارشاد ربانی ہے:۔

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۚ — کیا دیکھا اس کو جس نے بنالیا اپنا معبود اپنی خواہش کو۔

ان چند باتوں کی پابندی کے بعد ہر چیز دین ہے اور ہر کام عبادت ہے جن کاموں کو ہم روزمرہ ہر وقت کرتے ہیں۔ اپنی مادی غفلت اور لاعلمی اور بے توجہی اور لاپرواہی کی وجہ سے ان کے اخروی منافع اور اجر و ثواب اور خیر و برکت سے محروم رہتے ہیں۔ اگر ان ہی کاموں کو شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ اور سلیقہ کے موافق انجام دیا جائے تو دارین کی نعمتوں کا حصول ہو اور دونوں جہان کی زندگی خوشگوار اور راحت و آرام کے ساتھ بسر ہو

اس مختصر مضمون میں ان اخروی منافع اور خیر و برکت اجر و ثواب کا اجمالی تذکرہ ہے جو مادی ضرورتوں کے پورا کرنے پر حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان طریقوں کو بیان کیا گیا ہے جن سے یہ مادیات بھی روحانیات اور ایمانیات بن جائیں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۞

اس رسالہ کے بیشتر مضامین اور روایات علامہ عبدالرؤف المناوی کے رسالہ سے ماخوذ ہیں۔

کھانے کا بیان

تنہا کھانے کے آداب

کھانے سے پہلے سب سے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ کھانے پر غور کرے کہ جو شے میں کھا رہا ہوں وہ حلال بھی ہے یا نہیں، اور مجھ تک جائز طریقے سے پہنچی ہے یا ناجائز۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو گوشت پوست کہ حرام غذا سے نشوونما پایا ہو اس کا جہنم کی آگ میں جلنا اولیٰ ہے اس کے بعد اپنی نیت کو بخیر کرے انسان عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے کھانے میں نیت یہ ہی کرنی چاہیئے کہ عبادت کی قوت پیدا ہو۔ لذت اور خواہشِ نفس کے لئے نہ کھائے۔ حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں "میں نے اسّی سال سے ایک لقمہ بھی خواہشِ نفس کے لئے نہیں کھایا"

پیٹ بھر کر نہ کھائے جس سے عبادت میں سستی پیدا

ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھ سکیں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے، تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس لینے کے لئے خالی رکھے۔ غرض جب تک بھوک نہ لگے کھانا نہ کھائے، اور پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ کھینچ لے۔ غذا سادہ اور ایک قسم کی ہو۔ لذیذ، امر حق اور طرح طرح کے کھانوں کے پیچھے نہ پڑے۔ اس سے صحت اور مال دونوں برباد ہوتے ہیں۔ سادہ زندگی اور سادہ معاشرت بڑی نعمت ہے۔ جس سے علاوہ باطنی فرحت و نشاط کے سیکڑوں بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے اور کبھی طبیب یا ڈاکٹر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور چند آداب کا لحاظ رکھے۔

(۱) کھانے کو دسترخوان پر رکھے۔ میز یا اونچی چوکی پر کھانا رکھ کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ اور یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے، اس سے عجب اور بڑائی پیدا ہوتی ہے۔ اور کفار و بے دینوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو خدا اور رسول کو ناپسند ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان میں رکھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ حضور کے زمانہ میں کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو فرمایا کہ رسول اللہ اور صحابہ کرام دسترخوان پر یعنی

چمڑے کے دستر خوان پر) کھانا تناول فرمایا کرتے تھے (ترمذی)

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بلند خوان پر کھانا بادشاہوں کی عادت ہے۔ کپڑے کے دستر خوان پر کھانا عجمیوں کی عادت ہے اور چمڑے کے دستر خوان پر کھانا اہل عرب کی عادت ہے۔ اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے۔

(۲) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا سنت ہے۔ میلے کچیلے بغیر دھوئے ہوئے ہاتھوں سے کھانا تمیز اور نظافت کے خلاف ہے۔ بعض دفعہ ہاتھ ناپاک ہوتے ہیں، یا ناخن میں پلیدی لگی ہوئی ہوتی ہے اور انسان کو معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے کھانے سے پہلے ہمیشہ ہاتھ دھونے کی عادت رکھنی چاہیئے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا موجب خیر و برکت ہے اور فقر و تنگی کو دور کرتا ہے۔

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے "کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا کشائش رزق کا باعث ہے" اور فقر و تنگی کو دور کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانا حق تعالیٰ کی دی ہوئی ایک نعمت ہے۔ اور ہاتھ دھو کر کھانا اس نعمت کی قدر دانی ہے اور نعمت، قدر دانی اور شکر سے زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ رزق بھی اظہارِ شکر کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے :-

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّکْثُرَ خَیْرُ بَیْتِہٖ فَلْیَتَوَضَّأْ اِذَا حَضَرَ

ھذا اثبہ۔ یعنی جو شخص یہ چاہے کہ گھر کی روٹی میں زیادتی ہو اس کو کھانا آنے کے بعد ہاتھ دھولے چاہئیں۔

(۳) کھانا شروع کرنے کے بعد سے آخر تک ایک ہیئت پر وقار اور تمکنت کے ساتھ بیٹھا رہے۔ کھانے کیلئے بیٹھنے کے تین طریقے ہیں۔ اول اکڑوں بیٹھنا، دوسرے دونوں پیروں پر بیٹھنا جس طرح کہ تشہد کی حالت میں بیٹھتے ہیں۔ تیسرے داہنے پیر پر بیٹھنا اور بایاں پیر کھڑا رکھنا۔ تکیہ لگا کر کھانا اور پینا دونوں مکروہ ہیں۔ ایسے ہی لیٹ کر کھانا اور بھی زیادہ برا ہے۔ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر کھانا اور پینا بھی اچھا نہیں ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر کھا پی لے تو اس کے لئے اچھا یہ ہی ہے کہ اس کو قے کر دے۔

(۴) کھانے کے قریب بیٹھے۔ دور سے کھانا دشوار ہے اور بعض وقت تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

(۵) تنہا کھانا مناسب نہیں۔ بلکہ ساتھ مل کر کھائے اور کوئی نہ ہو تو اپنے بال بچوں کو شریک کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کھانا مجتمع ہو کر کھایا کرو اس سے کھانے میں برکت ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تنہا تناول نہ فرماتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بہترین کھانا وہ ہے جس میں کثرت سے ہاتھ پڑیں گے۔

کھانے کے وقت اوّل بسم اللہ پڑھے۔ بسم اللہ آخر تک پڑھنی چاہیئے۔ فقط بسم اللہ بھی کافی ہے بسم اللہ کو آواز سے پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں تاکہ دوسرے بھی اس کا اتباع کریں۔ اگر ابتدا میں بسم اللہ نہ پڑھی ہو تو جس وقت یاد آئے پڑھ لے اور چند الفاظ اور بڑھا دے یعنی بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ کہے۔

مسنون یہ ہے کہ نمکین چیز سے شروع کرے اور نمکین ہی پر ختم کرے اور داہنے ہاتھ سے کھائے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا معیوب ہے۔ تین انگلیوں سے کھائے۔ اگر ضرورت ہو تو چوتھی اور پانچویں انگلی کو شریک کرے ورنہ نہیں اپنے سامنے سے کھائے دوسرے کے سامنے سے کھانا اور بیچ میں سے کھانا ناپسندیدہ ہے سالن کو روٹی پر نہ رکھے سالن سے بھرا ہوا ہاتھ بھی روٹی سے نہ پونچھے۔ چھوٹا لقمہ بنائے اور آہستہ آہستہ خوب چبا کر کھائے منہ کا نوالہ ختم ہونے سے پہلے دوسرا لقمہ نہ بنائے کسی کھانے کی مذمت نہ کرے۔ مرغوب خاطر ہو تو کھائے۔ ورنہ چھوڑ دے۔ وسط غذا میں پانی بے ضرورت زیادہ نہ پیئے زیادہ گرم کھانا نہ کھانا چاہیئے۔ نیز گرم کھانے میں پھونکیں نہ مارے بلکہ ٹھنڈے ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ چھری، کانٹے سے کھانا اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔ کھانے وقت اگر لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف

کر کے خود کھالے یا دوسرے کو کھلادے ویسے ہی نہ چھوڑے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لقمہ گر جائے تو اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے بلکہ صاف کر کے خود کھالے۔ یا دوسرے کو کھلادے۔ البتہ اگر ناپاک ہو گیا ہو تو بلی یا مرغی وغیرہ کسی جانور کو کھلادے۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیوں کو چاٹ لینا چاہیئے۔ کھانے سے بھری ہوئی انگلیوں کو ویسے ہی دھولینا خدا کی دی ہوئی نعمت کو ضائع کرنا ہے۔ یہ کوئی ناپاک اور گندی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جس کو ابھی تم کھا چکے ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انسان کو معلوم نہیں کہ کھانے کے کونسے حصہ میں خیر و برکت ہو اس لئے انگلیوں پر بچے ہوئے کھانے کو بھی چاٹ لینا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اسی بچے ہوئے کھانے میں خیر و برکت رکھی ہو۔ منہ میں رکھنے سے پہلے اپنے لقمہ کو دیکھ لے اور جانوروں کی طرح کھانے پر نہ پڑے۔ دیکھ بھال کر اطمینان سے کھاوے۔ اکثر جلدی میں مکھی وغیرہ یا کوئی دوسری خراب چیز لقمہ کے ساتھ حلق میں چلی جاتی ہے۔ دستر خوان پر سرکہ کا ہونا مسنون ہے روٹی چھوٹی پکوائے حدیث میں آیا ہے :۔

صَغِّرُوا الْخُبْزَ وَاَكْثِرُوْا عَدَدَهٗ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ
یعنی روٹی چھوٹی رکھو اور عدد میں بڑھاؤ تو اس میں برکت دیجائیگی۔

کھانے کے اس قدر قریب نہ بیٹھے کہ اگر کوئی چیز منہ سے گرے تو رکابی میں گرے۔ کھاتے وقت بلا ضرورت ناک صاف کرنا اور تھوکنا بھی نہ چاہیئے اگر منہ میں سے لقمہ وغیرہ کسی چیز کے نکالنے کی ضرورت پڑے تو دستر خوان سے منہ پھیر کر نکالے دوسرے کے سامنے نہ نکالے۔ ممکن ہے کہ اس کو کراہیت آوے اور طبیعت بدمزہ ہو۔ مستحب یہ ہے کہ پیٹ بھرنے سے قبل کھانا چھوڑ دے اور کچھ حصہ پیٹ خالی رکھے۔

فائدہ کھانا اور پینا جیسا جسم انسانی کیلئے باعثِ حیات اور دارومدارِ زندگی ہے اسی طرح روح انسانی کیلئے یہ کھانا پینا ہلاکت اور مُردنی کا باعث ہوتا ہے۔ جسم کثیف شے ہے وہ کثیف اشیاء سے پرورش پاتا ہے۔ روح ایک لطیف جوہر ہے وہ کثیف اور ثقیل چیز کو کیسے برداشت کرسکتی ہے۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کھانا و پینا انسان کو نفس اور خواہشات کا تابع اور فرماں بردار بنا دیتا ہے۔ اس کی دوا اور تریاق یہ ہے کہ کھاتے وقت ذکر باری سے غافل نہ رہے کھاتے وقت خداوند عالم کے انعامات واکرامات کو سوچنا صفت خداوندی میں غور کرنا بھی ذکر اور عبادت ہے۔ مثلاً دانتوں اور دانتوں کی ساخت پر غور کرے۔ چارڈھ اور ڈاڑھ کے کام کو دیکھے کہ کھانے کس قدر کام دیتے ہیں۔ قوت ہاضمہ معدہ وجگر اور دیگر اعضاء

کے عمل کو دیکھیے کہ انسان خدا کی دی ہوئی نعمت کو کھاتا ہے ، اور اس کو دانتوں کی چکی میں پیس کر معدہ کی ہانڈی میں ڈال کر پکایا جاتا ہے اور فضلہ کو خارج کر کے جگر کی مشین سے خالص جوہر کا خون بنایا جاتا ہے جس کو جگر رگوں کے ذریعہ تمام اعضاء میں بھیجتا ہے اور اسی پر مدار زندگی ہے۔ ہر ہر چیز سے اپنے پروردگار کی عظمت و قدرت اور لطف و کرم عیاں ہے۔ سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

کھانے کے بعد کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھری ہوئی انگلیوں کو چاٹ لے۔ اگر کچھ کھانا منہ میں باقی رہ گیا ہو تو زبان سے صاف کر کے نگل لے۔ اور کھانے کے ریزے دستر خوان پر سے چن کر کھالے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ دستر خوان پر سے ریزے اور ٹکڑوں کو چن کر کھانے والا تنگی معاش سے محفوظ رہیگا ایک دوسری حدیث میں آیا ہے التقاط الفتات مهور الحور العين (دستر خوان کے ٹکڑوں کو چننا حوران جنت کا مہر ادا کرنا ہے)

اگر کھانے کا برتن بھرا ہوا ہو تو اس کو صاف کر لینا چاہیئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ برتن صاف کرنے والے کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص بھرے ہوئے برتن کو صاف کرے اس کو ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے کھانے کے بعد خلال کرے اور جو کچھ دانتوں کے درمیان سے

نکلے اس کو تھوک دے اور اچھی طرح کلی کر کے منہ کو صاف کرے اور ہاتھوں کو دھوئے پھر کسی صاف رومال یا کپڑے سے ہاتھوں اور منہ کو صاف کرے۔ اگر صابن میسر ہو تو اس سے ہاتھوں کو دھونا بہتر ہے۔

کھانے کے بعد صمیم قلب سے رازق حقیقی کا شکر ادا کرے حق تعالیٰ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ ۵

(کھاؤ تم عمدہ عمدہ ہمارے دئے ہوئے رزق سے اور شکر ادا کرو اللہ کا) دل سے اس نعمت کی قدر کرے۔ اور زبان سے الحمد للہ کہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر کھانا حلال اور بے شبہ کھایا ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَکَاتُ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا طَیِّبًا وَّاسْتَعْمِلْنَا صَالِحًا۔ اگر مشتبہ چیز کھائی ہو تو یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ قُوَّۃً لَّنَا عَلٰی مَعْصِیَتِکَ۔ اگر دوسرے کے یہاں کھانا کھایا ہو تو اس کے لئے دعاء خیر کرے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَہٗ فِیْمَا رَزَقْتَہٗ وَیَسِّرْ لَہٗ اَنْ یَّفْعَلَ فِیْہِ خَیْرًا وَّتَنْفَعُہٗ	الٰہی تو اس کو دئے ہوئے رزق میں برکت عطا فرما۔ اور اس کو خیر کی توفیق عطا فرما دیجئے

بِمَآ اَعْطَيْتَهٗ وَ اجْعَلْنَا وَ اِيَّاهُ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ۝ — دیئے ہوئے مال سے منتفع فرما اور ہمیں اور اس کو شکر گذاروں سے بنا

اگر کسی نے روزہ افطار کرایا ہو تو روزہ افطار کرانے کے بعد یہ کہے

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ — تمہارے پاس روزہ داروں نے
وَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ — روزہ افطار کیا اور اچھے لوگوں نے
وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ — تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے

تمہارے لئے دعائے رحمت کی۔

اگر کھانا عمدہ لذیذ اور پسندیدہ ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَارْزُقْنَا وَزِدْنَا مِنْهُ۔ — الٰہی ہمارے رزق میں خیر و برکت اور افزونی عطا فرما۔

اگر کھانا بدمزہ اور خلاف طبع ہو تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِّنْهُ — الٰہی خیر و برکت عطا فرما ہمارے رزق میں اور اس کے بہتر رزق عطا فرما۔

مجمع کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب

تنہا کھانے میں جن امور کا تذکرہ کیا گیا ہے مجمع کے ساتھ بھی ان کا خیال رکھے۔ ان کے علاوہ چند امور ہیں جن کا مجمع میں لحاظ رکھنا ضروری اور تمیز کی بات ہے۔

اگر کوئی بڑا آدمی بزرگ موجود ہو تو ابتدا کرنے میں اس سے سبقت

نہ کرے۔ ہاں اس بزرگ کو چاہیئے کہ فضول مجمع کو انتظار نہ کرائے

(۲) کھاتے وقت بالکل چپ چاپ نہ بیٹھیں بلکہ گاہے گاہے اچھی باتیں اور اچھے قصے بیان کرتے رہیں تاکہ طبیعت میں نشاط اور فرحت پیدا ہو

(۳) اپنے شریک کی رعایت رکھے۔ اچھی چیز اس کیلئے چھوڑ دے اور اس سے زیادہ نہ کھائے بلکہ خود کم کھائے اور ان کو زیادہ کھلائے اور کوئی بات ایسی نہ کرے جو ساتھی کے خلاف طبیعت ہو بعض ادباء کا مقولہ ہے "کھانا تین طرح کھانا چاہیئے۔ فقراء کے ساتھ ایثار کے ساتھ، دوستوں کے ساتھ، خوش طبعی اور مذاق کے ساتھ، امراء اور بزرگوں کے ساتھ، لحاظ اور ادب کے ساتھ۔

(۴) کھانا اچھی طرح کھائے۔ یہ نوبت نہ آنے دے کہ ساتھی تقاضہ کرے۔ اگر کسی کھانے کو جی چاہ رہا ہو تو اس کو کھائے اپنی عادت کے خلاف تصنع اور بناوٹ سے کام نہ لے کہ یہ ریا میں داخل ہے۔ بلکہ جس طرح تنہا کھانے کی عادت ہو اسی طرح مجمع میں بھی کھائے انسان کو چاہیئے کہ تنہا کھانے میں حسن وادب تمیز سے کھانے کی عادت ڈالے تاکہ مجمع میں تصنع اور ریا کاری کی ضرورت نہ پڑے۔ البتہ اگر ساتھیوں پر ایثار کی وجہ سے کم کھائے تو کچھ مضائقہ نہیں ایسے ہی اگر ساتھیوں کو کھلانے کی نیت سے کھاتا رہے اور اپنی عادت سے زیادہ کھالے تو کچھ حرج نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک مجمع میں جب کھاتے تو عمدہ عمدہ کھجوریں
چھانٹ کر اپنے ساتھیوں کو دیتے۔ اور فرمایا کرتے جو شخص زیادہ کھائے
گا اس کو ایک کھجور پر ایک دینار انعام ملے گا۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں "
انسان کی محبت کا اظہار اس میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کیساتھ
خوب کھائے اور شرمائے نہیں۔

(۵) کھاتے وقت اپنے دوسرے کھانے والوں کو نہ گھورے اور نہ
ان کے لقموں کو تکے بلکہ نگاہ کو اپنے سامنے رکھے۔ ساتھیوں کے فارغ
ہونے سے پہلے اپنے ہاتھ نہ روکے۔ اگر پیٹ بھر گیا ہو تو آہستہ آہستہ
کھاتا رہے۔ جب ساتھی کھا چکیں تب ہاتھ کھینچے۔ اگر کسی کی خوراک کم
ہو تو وہ شروع سے نہ کھائے۔ بلکہ کچھ دیر بعد کھانا شروع کرے
یا تھوڑا تھوڑا کھائے اور سب کے ساتھ اٹھے۔ اکثر صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور اگر کسی عذر سے رکنا
ہی پڑے تو معذرت کر کے اٹھنا چاہیئے تاکہ دوسرے شرمندہ
نہ ہوں۔

(۶) کھاتے وقت کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرے کو
گھن آئے اور نہ ایسی باتیں کرے جن سے کسی کی طبیعت مکدر
ہونے کا احتمال ہو [illegible] وقت چھینک آئے تو منہ کو دوسری
طرف پھیر لے یا منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

فائدہ :۔ امام غزالی [illegible] فرماتے ہیں۔ طشت یا چلمچی

میں ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تنہا ہو تو طشت میں ناک بھی صاف کر سکتا ہے ورنہ ایسا نہ کرے ممکن ہے کہ دوسرے کو اس سے کراہیت آئے۔ اگر ایک شخص تکریم و تعظیم کی وجہ سے دوسرے کی جانب طشت بڑھائے تو کچھ مضائقہ نہیں اس دوسرے کو اپنے ساتھی کا اکرام قبول کر لینا چاہیئے۔

حضرت انسؓ بن مالک اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ ساتھ کھانے کیلئے بیٹھے حضرت انسؓ نے طشت ہاتھ دھونے کیلئے حضرت ثابتؓ کے سامنے بڑھایا۔ حضرت ثابتؓ نے پہلے ہاتھ دھونے سے انکار کر دیا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا جب تمہارا بھائی تمہاری عزت کر رہا ہے تو اس کو قبول کرنا چاہیئے۔

ہاتھ دھوتے وقت چند باتوں کا لحاظ رکھیں۔

(۱) سلفچی میں ناک وغیرہ صاف نہ کرے۔

(۲) بڑوں اور بزرگوں سے سبقت نہ کرے۔

(۳) اگر کوئی دوسرا اس کی طرف سلفچی بڑھائے تو اس کے اکرام کو قبول کرے۔

(۴) کلی آہستہ کرے کہ چھینٹیں نہ اڑیں۔

(۵) کھڑے ہو کر ہاتھ دھلوائے۔

(۶) داہنی طرف سے ہاتھ دھلوائے

(۷) میزبان خود مہمانوں کے ہاتھ دھلوائے۔

حضرت امام شافعی رح جب امام مالک رح کی خدمت میں گئے

تو امام مالک رح نے اُن کے ہاتھ خود دھلوائے اور فرمایا۔ اس میں تعجب کی بات نہیں تم مہمان ہو اور مہمان کی خدمت ضروری ہے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ ہارون رشید نے حضرت معاویہ ضریر رح کی دعوت کی اور خود ہاتھ دھلوائے۔

کھانا کھلانے کا بیان

مسلمان بھائیوں اور اپنے ملنے والوں کو کھانا کھلانے میں بڑی خیر و برکت اور فضیلت ہے۔ امام جعفر بن محمد رح فرماتے ہیں: جب تم مسلمان بھائیوں کے دستر خوان پر بیٹھو تو خوب جم کر بیٹھا کرو۔ یہ ایسی مبارک ساعت ہے کہ انسان کی عمر میں سے اس وقت کا قیامت کے دن حساب نہ ہوگا۔

اور حضرت امام حسن رض فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ بھی انسان اپنے اور اپنے ماں باپ اور دوسرے عزیزوں پہ خرچ کرتا ہے قیامت کے دن سب کا حساب دینا پڑیگا لیکن انسان اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلانے میں جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کا کوئی حساب نہیں۔ حق تعالیٰ بھی اس کا سوال کرنے سے شرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب تک دسترخوان سامنے بچھا رہتا ہے فرشتے رحمت اور خیر و برکت کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ بعض علماء خراسان کا دستور تھا کہ جب دعوت کرتے

کھانا ضرورت سے زیادہ پکوا کر کھانے والوں کے سامنے رکھتے اور کہتے کہ حدیث میں آیا ہے کہ دعوت کے بچے ہوئے کھانے میں کوئی حساب نہیں ہوگا ہم چاہتے ہیں کہ کھانا خوب پکوائیں تاکہ بچا ہوا ہم اچھی طرح کھا سکیں۔

حدیث میں آیا ہے جو کھانا مسلمان بھائیوں کے ساتھ بیٹھکر کھایا جائے اس پر کوئی حساب نہیں۔ دوسری حدیث میں آیا ہے، تین کھانوں کا کوئی حساب نہیں ہے۔

(۱) سحری کا کھانا

(۲) افطار کا کھانا

(۳) مسلمان بھائیوں کے ساتھ کھانا۔

اسی لئے بعض بزرگوں کی عادت یہ رہی ہے کہ جب کبھی مجمع کے ساتھ کھاتے تو خوب سیر ہو کر کھاتے اور جب تنہا کھاتے تو بہت تھوڑا کھاتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے مجھے تھوڑے کھانے پر مسلمان بھائیوں کی دعوت کر دینا ایک غلام کے آزاد کر دینے سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ انس و محبت کے ساتھ مسلمانوں کو کھانا کھلانا مکارم اخلاق سے ہے، اور عین دین ہے لیکن اس میں حد سے زیادتی کرنا اور سادگی کو ملحوظ خاطر نہ رکھنا دکھلاوا اور ظاہر داری برتنا معیوب اور مذموم خصلت ہے۔

دوسرے کے گھر جانے کے آداب

اگر کسی کے یہاں جائے تو چند باتوں کا لحاظ رکھے

(۱) کھانے کے وقت دوسرے کے یہاں نہ جائے قرآن پاک میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے:۔

مَنْ مَشٰى اِلٰى طَعَامٍ لَمْ يُدْعَ اِلَيْهِ مَشٰى فَاسِقًا وَّاَكَلَ حَرَامًا ؕ	جو شخص ایسے کھانے کی طرف گیا جہاں وہ مدعو نہیں ہے وہ معصیت کی طرف چلا اور حرام کھایا ؕ

البتہ اگر یہ یقین ہو کہ ایسے وقت جانے سے دوسرے پر گرانی نہ ہوگی بلکہ وہ خوش ہوگا تو کچھ مضائقہ نہیں جب تک کھانے کے لیے نہ کہا جائے از خود نہ کھائے اگر صاحبِ خانہ کھانے کی منع کرے تو اگر وہ محبت اور خلوص سے کہہ رہا ہے تو ضرور کھائے اس میں ایک مسلمان کا دل خوش ہوگا۔ اور اگر وہ حیا اور مروت کی وجہ سے تواضع کر رہا ہے تو مناسب یہ ہے کہ کوئی بہانہ لے کر ایسی طرح انکار کرے کہ اس کا دل رنجیدہ نہ ہو اگر بھوکا ہو اور اپنے کسی مخلص دوست کے یہاں کھانے کے ارادے سے جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت

عمر فاروق تینوں ایک مرتبہ بھوکے تھے اور حضرت ایوب انصاری رضہ
اور حضرت ابوالہیثم رضہ کے یہاں کھانا تناول فرمانے کی غرض سے
تشریف لے گئے۔

بعض بزرگوں کی بھی یہی عادت رہی ہے کہ وہ بھوک کے
وقت اپنے بے تکلف مخلص دوستوں کے یہاں جاکر کھانا کھا
لیتے تھے۔ حضرت عون بن عبداللہ مسعودی رضہ کے تین سو ساٹھ
دوست تھے اور ہر ایک کے یہاں ایک دن کھانا کھاتے تھے ایسے
ہی ایک اور بزرگ کے تیس دوست تھے اور وہ مہینہ میں ہر ایک
کے یہاں ایک دن کھانا کھاتے تھے۔ ایک بزرگ کے سات دوست
تھے اور وہ ہفتہ میں ایک ایک دن ان کے یہاں کھانا کھاتے تھے

یہ اسی وقت ہے جب کہ دوسرے کی محبت اور خلوص پر
اطمینان ہو اور پورا یقین ہو کہ اس کو ناگوار نہ گذرے گا۔ ایسی
صورت میں اپنی ضرورت بھی پوری ہوگی اور دوسرے کی کارِ خیر پہ
اعانت کا ثواب بھی ہوگا۔ اور اگر دوسرے کی طبیعت پر وثوق اور
بھروسہ نہ ہو تو یہ بدترین تہذیب ہے اور گری ہوئی عادت ہے
اس سے بچنا چاہیئے۔

(۴) اگر صاحبِ خانہ موجود نہ ہو لیکن اس کے خلوص اور مودّت
پر پورا وثوق اور اعتماد ہو تو بغیر اجازت اس کے گھر سے کھا پی
سکتا ہے۔ اجازت سے مقصود مالک کی رضا اور خوشنودی کا

معلوم کرنا ہے۔ جب ایک دفعہ معلوم ہو گیا کہ یہ شخص اس قسم کے تصرفات سے خوش ہو گا تو پھر معمولی معمولی باتوں پر ہر بار اجازت لینا بیکار اور فضول ہے۔ مدار تعلقات اور رضا پر ہے۔

بعض شخص صراحت سے کسی چیز کی اجازت دیدیتے ہیں لیکن وہ اجازت دل سے نہیں ہوتی ایسے شخص کے یہاں سے اجازت کے باوجود بھی کھانا مناسب نہیں۔ اس کے برعکس بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی بلا اجازت بھی کھایا جائے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ ایسی جگہ کھانے میں اجازت کی بھی ضرورت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سے ان کی عدم موجودگی میں بغیر اجازت لئے کھانا تناول فرمایا۔ اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت بریرہؓ کی اجازت کا علم اور اطمینان نہ تھا۔ اسی طرح بغیر صاحب خانہ کی اجازت کے اس کے گھر میں داخل نہ ہو لیکن اگر یہ معلوم ہے کہ اس کی اجازت ہے تو پھر بار بار پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت محمد بن واسع اپنے دوستوں کو لے کر امام حسنؒ کے یہاں جاتے اور ان کی عدم موجودگی میں جو کچھ ان کو ملتا کھا لیتے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تشریف لاتے تو یہ دیکھ کر خوش ہوتے۔ بعض لوگ حضرت سفیان ثوری رح کے یہاں گئے وہ گھر پر تشریف فرما نہ تھے۔ جانے والوں نے دروازہ کھولا اور گھر میں جا کر دستر خوان بچھا کر کھانا شروع کر دیا۔ اتنے میں امام ثوریؒ بھی تشریف

لے آئے۔ یہ دیکھ کر فرمانے لگے "آج تم نے سلف کے اخلاق یاد دلا دیئے وہ بھی ایسا ہی بے تکلف معاملہ کیا کرتے تھے"۔

ایک تابعی کے یہاں کچھ مہمان آئے ان کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو کھلا دیتے اس لئے اپنے ایک دوست کے گھر گئے وہ دوست موجود نہ تھا۔ دروازہ کھول کر گھر میں گئے اور پکی ہوئی ہانڈی اور روٹیاں اٹھا لائے اور مہمانوں کو کھلا دی۔ جب صاحب خانہ آئے اور پکایا کھانا غائب پایا تو تفتیش کی، کسی نے کہا فلاں گھر لے گیا، فرمایا کچھ حرج نہیں بہت اچھا کیا پھر کسی دوسرے وقت ملاقات ہوئی تو کہا کہ اگر آئندہ کبھی مہمان آجائیں تو ایسا ہی کرنا جیسا کہ اس مرتبہ کیا۔

(۳) دوسرے کے گھر کسی قسم کی فرمائش نہ کرے بلکہ جو کچھ وہ سامنے رکھے اس پر اکتفا کرے۔ بعض دفعہ فرمائش کا پورا کرنا گھر والے پر شاق ہوتا ہے اور اس کی گرانی اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

حضرت ابو وائل تابعی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کے ساتھ حضرت سلمان رضؓ کی زیارت کیلئے گیا۔ حضرت سلمان رضؓ ہمارے لئے جو کی روٹی اور پسا ہوا نمک لائے۔ میرے ساتھی نے کہا اگر اس نمک کے ساتھ گھی بھی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ حضرت سلمان رضؓ بازار تشریف لیگئے اور اپنے وضو کا برتن رہن رکھکر گھی لائے۔ جب کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا" یعنی (سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں اپنے دیے ہوئے رزق پر قناعت نصیب فرمائی)

اس پر حضرت سلمان رضؓ نے فرمایا کہ خدا کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا تو مجھے وضو کا برتن رہن رکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ البتہ ایسی جگہ کہ وہ اس کی فرمائشوں سے خوش ہوتے ہوں اور آسانی سے ان کو پورا بھی کر سکتے ہوں تو اپنی مرغوب چیز کی فرمائش کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

امام شافعیؒ ایک مرتبہ امام زعفرانی کی ملاقات کیلئے بغداد گئے۔ تو امام زعفرانی کی عادت تھی کہ جس قدر اقسام کے کھانے پکوانے ہوتے ان کی فہرست لکھ کر خادمہ کے حوالے فرمادیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ امام شافعی نے اس فہرست کو خادمہ سے لیکر بعض قسم کے کھانے کو اپنے قلم کر بڑھادیا۔ جب دسترخوان پر وہ کھانا آیا تو امام زعفرانی نے پوچھا یہ کھانا کیوں پکایا گیا جب خادمہ نے امام شافعی کی تحریر کو پیش کیا تو بہت خوش ہوئے۔ اور امام شافعی کی اس بے تکلف فرمائش کی خوشی میں اس خادمہ کو آزاد کر دیا۔

حضرت ابوبکر کنانیؒ حضرت سریؒ کے پاس گئے وہ کھانا لائے اور اس میں سے کچھ بچانے لگے تو ابوبکر کنانی نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ میں سب کو ختم کر دوں گا۔ حضرت سری نے ہنس کر فرمایا۔ تمہاری یہ بے تکلفی ایک حج کرنے سے بھی افضل ہے۔

صاحب خانہ کے آداب

(۱) صاحب خانہ کو چاہیئے کہ اگر اس کے پاس کوئی مہمان آئے تو تحقیق کرے کہ وہ چیز کھلائے جو اس کو پسند اور مرغوب ہو۔ کسی شخص کو اس کی مرغوب اور پسندیدہ چیز کا کھلانا بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

من صادق من اخیہ شھوۃ غفر لہ ومن ستر اخاہ المؤمن فقد سترہ اللہ جل وعلا۔

جو شخص پورا کرے اپنے بھائی کی خواہش کو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جو شخص اپنے مومن بھائی کی پردہ پوشی کرے اللہ عز و جل اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

من لذذ اخاہ بما یشتھی کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ ومحی عنہ الف الف سیئۃ ورفع لہ الف الف درجۃ واطعمہ من ثلاث جنان جنۃ الفردوس وجنۃ عدن

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو وہ لذیذ کھانا کھلائے جس کی اس کو خواہش ہو اس کیلئے ایک لاکھ نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں اور ایک لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں اور [illegible]

وجنۃ الخلد۔ اس کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔۔۔۔

جنت الفردوس، جنت عدن اور جنت الخلد۔

(۲) صاحب خانہ کو چاہیئے کہ آنے والے سے کھانے کو نہ پوچھے، بلکہ اگر کچھ موجود ہو اور کھلانا چاہتا ہو تو سامنے لا کر رکھدے۔

امام ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی تمہارے پاس آئے تو اس سے یہ نہ پوچھو "کھانا کھاؤ گے"؟ "کھانا لاؤں"؟ بلکہ کھانا لا کر اس کے سامنے رکھ دو اس کا دل چاہے گا تو کھائے گا ورنہ پھر اٹھا لینا۔

(۳) اگر کوئی چیز کسی کو کھلانی نہ چاہتا ہو تو اس چیز کو اس کے سامنے نہ لائے اور نہ اس کا تذکرہ اس کے سامنے کرے۔

امام ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی چیز اپنے بال بچوں کے بغیر تم کھانا چاہتے ہو تو اس چیز کو انہیں دکھلاؤ بھی نہیں اور نہ اس چیز کا ان کے سامنے تذکرہ کرو۔

(۴) انسان کے پاس کوئی کپڑا ایسا موجود رہنا چاہیئے جسے وقت پر مہمانوں کے لئے بچھا دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

فراش للرجل وفراش للمرءۃ وفراش للضیف والرابع للشیطان۔

ایک فرش مرد کیلئے اور ایک فرش عورت کے لئے اور ایک فرش مہمان کیلئے چاہیئے باقی چوتھا فرش شیطان کے لئے ہے۔

کھانا کھلانے کے آداب

کھلانے میں کبھی تکلف نہ کرنا چاہیئے۔ جو کچھ موجود ہو اس کو حاضر کر دینا چاہیئے اگر کچھ پاس نہ ہو تو قرض کر کے خواہ مخواہ اپنے کو مشقت میں نہ ڈالے اگر پاس کھلانے کو موجود ہے لیکن خود بھی اس کا محتاج ہے تو اگر اپنے پر دوسرے کو ترجیح دے سکتا ہے تو اس کو کھلادے ورنہ خود مقدم ہے۔ ایک زاہد کی خدمت میں بعض لوگ حاضر ہوئے وہ کھانا کھا رہے تھے فرمایا اگر قرض سے حاصل کیا ہوا نہ ہوتا تو میں ضرور کھلاتا مقصد یہ تھا کہ میں نے بھوک سے مجبور ہو کر قرض لے کر یہ کھانا منگوایا ہے۔ جب میری ضرورت کے بقدر میرے پاس نہیں ہے تو تمہاری تواضع کیسے کر سکتا ہوں

علماء نے لکھا ہے جو کچھ انسان خود کھاتا ہے وہی دوسروں کو کھلائے اس میں بہت زیادہ زیادتی کرنا اور قیمتی کھانے کئی کئی قسم کے دوسرے کی خاطر پکوانا تکلف میں داخل ہے۔

حضرت فضیل رحؒ فرماتے ہیں۔ تکلف کر کے لوگوں سے تعلقات خراب نہ کرو اس لئے کہ جب تم ایک دفعہ کسی کے لئے تکلف کرو گے تو دوسری دفعہ یا تم خود اکتا جاؤ گے یا وہ آنے سے رکے گا بعض بزرگوں کا مقولہ ہے ہم نہ کسی کے لئے تکلف کرتے ہیں اور نہ کسی کے آنے سے گھبراتے ہیں۔ اگر تکلف کرتے تو ضرور بعض دفعہ گھبرانا

بھی پڑتا۔ یہ بھی تکلف میں داخل ہے کہ جو کچھ گھر میں موجود ہو سب لے آوے اور گھر والوں اور بال بچوں کیلئے کچھ نہ چھوڑے۔ بلکہ ہر چیز میں سے تھوڑا تھوڑا گھر والوں کیلئے ضرور چھوڑنا چاہیئے۔ ایسا ہی سب کچھ گھر والوں ہی کے لئے نہ چھوڑدے بلکہ جو تمہارے یہاں آیا ہے اس کا بھی حق ہے ہر ایک چیز میں سے تھوڑا بہت اس کیلئے بھی لانا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت کی آپ نے تین شرطوں کے ساتھ منظور فرمائی۔ اول یہ کہ بازار سے کوئی چیز نہ لانا۔ دوسرے یہ کہ گھر میں جو موجود ہو وہ لے آنا۔ تیسرے یہ کہ گھر والوں پر تنگی نہ کرنا۔

بعض تابعین حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں گئے وہ ان کے لئے روٹی اور سرکہ لائے اور فرمایا اگر تکلف کرنے کی ممانعت نہ ہوتی تو میں ضرور تمہارے لئے تکلف کرتا۔

حضرت سلمان فارسی رض فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ مہمان کے لئے تکلف نہ کریں اور ماحضر اس کے سامنے پیش کردیں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک اور دوسرے صحابہ کرام کی عادت تھی کہ جو کچھ سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہوتے خشک یا تھی کھجوریں موجود ہوتیں وہ آنے جانے والے کے سامنے رکھ دیتے۔

مہمان داری کا بیان

مہمانداری کی فضیلت اور اجر و ثواب کے بارے میں متعدد ارشادات نبوی وارد ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو لوگ مہمانداری نہیں کرتے ان میں خیر و برکت نہیں" ایک دوسری حدیث میں آیا ہے جو شخص مہمان کو ناخوش کرے اس نے "خدا کو ناخوش کیا۔ اور جس نے حق تعالیٰ کو ناخوش کیا حق تعالیٰ بھی اس کو ناخوش رکھیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کھانا کھلانا اور سلام کو پھیلانا یعنی باہمی انس و محبت اور اس کے اسباب عین ایمان ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کے پاس گذر ہوا جس کے پاس اونٹ گائے وغیرہ سب کچھ تھا۔ مگر اس نے آپ کی مہمانداری نہ کی۔ پھر ایک عورت کے پاس گذر ہوا اس کے یہاں بکری کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اس نے ان میں سے ایک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ذبح کیا حضورؐ نے اس پر ارشاد فرمایا۔ ان دونوں کی عادت کو دیکھو اخلاق بھی خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہتے ہیں اچھے اخلاق عطا فرما دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں

ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ کے یہاں ایک مہمان آئے۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ فلاں یہودی سے کہو کہ "محمدؐ (فداہ ابی وامی) کے یہاں مہمان آئے ہیں تھوڑا آٹا قرض دیدو" اس (یہودی) نے کہا میں بغیر رہن رکھے نہیں دوں گا۔ ابورافع رضؓ نے حضورؐ صلعم کو اس کی خبر دی تو ارشاد فرمایا "واللہ میں آسمان و زمین دونوں جگہ امانت دار ہوں اگر وہ مجھے قرض دیدیتا تو میں ضرور اس کو ادا کر دیتا۔ جاؤ میری زرع لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھدو"

حضرت انس رضؓ عنہ فرماتے ہیں:-

کل بیت لا یدخلہ ضیف	جس گھر میں مہمان نہ آئے اس
لا تدخلہ الملائکۃ	گھر میں فرشتے بھی نہیں آتے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

اذا دخل الضیف علی القوم	جب مہمان کسی قوم پر آتا ہے تو
دخل برزقہ واذا خرج	اپنے رزق سمیت آتا ہے۔ اور
خرج بمغفرۃ ذنوبھم	جب جاتا ہے تو ان کے گناہوں

کی مغفرت کے ساتھ جاتا ہے۔

یعنی جب مہمان گھر سے جاتا ہے تو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے گھر والے کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ غرض مہمانداری میں بڑی خوبیاں ہیں تھوڑی سی سمجھ والا بھی اس نعمت کی قدر کرے گا۔

دعوت کا بیان

دعوت کرنے میں چند باتوں کا لحاظ رکھے۔ نیک لوگوں کی دعوت کرے، فاسقوں اور بدمعاشوں کو نہ بلائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

لا تاکل الا طعام تقی و	تو صرف پرہیزگار کا کھانا کھا۔ اور
لا یاکل طعامک الا تقی	تیرا کھانا بھی پرہیزگار ہی کھائے

حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ نیک بخت کو کھانا کھلانا نیکی کی اعانت ہے اور فاسق کو کھانا کھلانا اس کے فسق و فجور کو تقویت پہنچانا ہے۔ (۲) صرف امیروں ہی کی دعوت نہ کرے بلکہ غریبوں کو بھی بلائے (۳) اپنے رشتہ داروں اور دوستوں اور جان پہچان والوں کو ضرور شریک کرے۔ اپنوں کو چھوڑنا باہمی کدورت، شکر رنجی اور قطع رحم کا باعث ہوتا ہے۔

(۴) دعوت سے مقصود فخر و مباہات نہ ہو۔ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے اور باہمی تعلقات کے بڑھانے کے ارادہ سے سنت نبوی سمجھ کر دعوت کرے (۵) ایسے شخص کو نہ بلائے جس کو آنے میں تکلیف ہو، یا اس کے آنے سے دوسرے آنیوالوں کو تکلیف ہوتی ہو۔

(۶) ایسے شخص کو نہ بلائے جس کو دعوت میں جانے کی عادت نہ ہو یا کسی وجہ سے وہ دعوت میں شریک نہ ہوتا ہو۔

دعوت کا قبول کرنا

دعوت کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور دعوت قبول کرنے کے چند آداب ہیں

(۱) امیر اور غریب ہر ایک کی دعوت کو قبول کرے یہ نہ ہو، کہ امیروں کے یہاں خوشی خوشی جائے اور غریبوں کی دعوت قبول کرنے سے احتراض کرے فرماتے ہیں یہ تکبر اور بڑائی کی عادت ہے جو خدا اور رسول کے یہاں ناپسند اور سخت ترین جرم ہے۔

رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ، غلام اور مساکین کے یہاں بھی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت امام حسنؓ ایک مرتبہ چند مساکین پر سے گزرے جو سوال کر کے اپنا گذر کیا کرتے تھے۔ وہ روٹی کے ٹکڑے (جو متفرق جگہوں سے جمع کر رکھے تھے) اپنے سامنے رکھے ہوئے تھے اور کھا رہے حضرت امام نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کھانے کی تواضع کی تو حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ خداوند کریم تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور اپنے خچر سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اور ان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ پھر سلام کر کے جب جانے لگے تو فرمایا، میں بھی تمہاری دعوت کرتا ہوں تم بھی قبول کرو۔ ان سب نے بخوشی قبول کیا۔ پھر آپ ایک وقت مقرر کر کے ان کے واسطے کھانا

پکوا کر لائے اور خود بھی ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ البتہ اگر دعوت فخر و مباہات اور دکھلاوے کیلئے ہو یا مجمع غیر شرعی ہو یا اس دعوت میں کسی مذہبی بات کی توہین کا احتمال ہو تو ہرگز شریک نہ ہو۔ ان مصالح پر نظر کرتے ہوئے بعض بزرگوں نے دعوت جیسی مسنون چیز کے قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بعض صوفیا نے فرمایا ہے جو شخص کھانا کھلانے میں اپنا احسان سمجھے اس کی دعوت ہرگز قبول نہ کرے۔ دعوت اس شخص کی قبول کرے جو یہ سمجھتا ہو کہ تم نے اپنا رزق کھایا اور وہ شخص محض ذریعہ بن گیا۔ جس کی وجہ سے وہ تمہارا احسان مند ہے۔

جگہ کے دور ہونے کی وجہ سے انکار نہ کرے بلکہ جس قدر بھی مشقت کو برداشت کر سکے برداشت کرے اور دعوت کو قبول کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

لو دعیت الی کراع بالغمیم لاجبت ۔ اگر مجھے مقام کراع غمیم کی دعوت کیلئے بلایا جائے تب بھی میں اس کو قبول کر دوں ۔

(۳) نفل روزہ کی وجہ سے دعوت رد نہ کرے۔ بلکہ دعوت میں چلا جائے۔ پھر اگر صاحب خانہ کی خوشی اسی میں ہے کہ کھانے میں شریک ہو تو ایک مسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت سے روزہ کھولدے کہ اس نیت سے روزہ کا افطار سراسر عبادت ہے

اور اس کا ثواب یقیناً روزے کے ثواب سے بڑھ کر ہے۔[1]

(۴) اگر کھانے میں شبہ ہو یا جگہ یا سامان فرش وغیرہ خلاف شرع ہو یا اور منکراتِ شرعیہ مثلاً گانا بجانا۔ شراب نوشی اس مجلس میں ہوں تو ایسی دعوت کو ہرگز قبول نہ کرے۔ ایسے ہی اگر دعوت کرنے والا بدعتی یا فاسق یا ظالم یا بد دین ہو تب بھی ایسی دعوت کی شرکت سے احتراز اولیٰ ہے۔

(۵) دعوت قبول کرنے میں بدنیتی کو شامل نہ کرے۔ مزیدار لذیذ کھانوں کا خیال ہونا یا کسی دنیاوی مفاد کا مدنظر ہونا بھی دعوت کی خوبی کو کھو دیتا ہے۔ بلکہ جہاں تک بھی ممکن ہو بہتر نیت کر کے دعوت میں شریک ہو۔ دعوت قبول کرنے میں کئی امور خیر ہیں جن کی نیت کرنے سے یہ کھانا بھی سراسر عبادت ہو سکتا ہے۔ مثلاً سنت نبوی کا اتباع اپنے مسلمان بھائی کا اکرام۔ دوسرے کا دل خوش کرنا۔ مسلمان بھائیوں کی ملاقات اور زیارت کرنا۔ اپنے کو تکبر اور بڑائی سے بچانا وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر اجر و ثواب اور ترقی درجات کا وعدہ ہے اکثر سلفِ صالحین کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ معمولی معمولی باتوں میں امور خیر کی نیت اور ارادہ فرما لیا کرتے تھے۔ تاکہ نیت اور ارادے کا

---

[1] اگرچہ اس کی قضا واجب رہے بعد میں رکھ لے

ثواب ملے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ایک مباح اور جائز چیز کے اندر
انسان نیت خیر کر سکتا ہے۔ غیر مشروع کام کے اندر نیت خیر کا کرنا
گناہ بدتر از گناہ ہے مثلاً مسلمان کا دل خوش کرنے کیلئے ناجائز
مجلسوں میں شریک ہونا خلاف شرع جلسوں میں شامل ہونا۔ شراب نوشی
وغیرہ کرنا اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

دعوت میں جانے کا بیان

کبر و نخوت اور بڑائی کے ساتھ دوسرے کے یہاں نہ جائے۔ بلکہ
منکسر المزاجی اور تواضع کا برتاؤ رکھے۔ جس سے دوسرا بجائے ملول و
رنجیدہ ہونے کے خوش ہو۔ اگر کسی جگہ دعوت ہو تو وقت پر جائے۔ نہ
اتنی دیر کرے کہ دوسروں کو انتظار کی تکلیف برداشت کرنی پڑے
اور نہ اتنی جلدی کرے کہ کھانا تیار ہونے سے قبل ہی پہنچ جائے
اس طرح بیٹھے کہ حاضرین پر تنگی نہ ہو۔ اگر صاحب خانہ کسی جگہ
بیٹھنے کیلئے کہے تو اس کی بات کو مان لے۔ اگر حاضرین کسی آنے والے
کے اکرام میں اٹھیں تو اس کو بھی اٹھنا چاہیئے۔

اگر زنانہ قریب ہو تو نہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے سامنا ہو اور
نہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں عورتوں کی آواز آرہی ہو۔ اگر اتنا قریب ہو کہ
وہاں عورتوں کی آواز آرہی ہو تو کان لگا کر باتیں نہ سنے بلکہ اپنے
خیالات کو دوسری طرف متوجہ رکھے۔ اگر دعوت میں کوئی بات خلاف

شرع ہو تو اس کو منع کرے۔ اگر منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو کھانے سے انکار کر دے اور چلا آوے۔

ایک شخص نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی دعوت کی آپ نے اس کے گھر میں چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اس لئے کھانا تناول نہیں فرمایا اور واپس تشریف لے آئے۔ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا۔ تصاویر کا ہونا۔ شراب کا ہونا نامحرم عورتوں کا بے پردہ شریک ہونا۔ خلاف شرع طریقہ پر کھانا کھلانا۔ گانے بجانے اور آلات لہو ولعب کا موجود ہونا یہ ایسے اُمور ہیں جن کے ہوتے ہوئے ہرگز دعوت میں شریک نہ ہونا چاہیئے

کھانا کھلانے کے آداب

(۱) جن لوگوں کی دعوت کی ہے جب ان میں سے اکثر آجادیں تو ایک دو کے نہ آنے کی وجہ سے دوسروں کو پریشان نہ کرنا چاہیئے بلکہ کھانا کھلانے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ جو وقت دعوت کا مقرر کیا تھا اگر وہ وقت ابھی نہیں آیا ہے تو اس وقت تک انتظار کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ جس کا انتظار کرنا حاضرین بھی پسند کرتے ہوں تو اس کا انتظار کرنے میں کوئی ... ہرج نہیں۔

(۲) اگر مختلف قسم کے کھانے پکے ہوں تو ان میں سے لذیذ کھانوں

کو پہلے لائے ایسا نہ کرنا چاہیئے کہ اول معمولی چیزیں لاکر رکھدی جائیں بعد میں لذیذ چیزیں لائی جائیں۔ اس میں مجبوراً عادت سے زیادہ کھایا جاتا ہے جو تکلیف کا باعث ہوتا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ تمام کھانوں کو سامنے لاکر رکھدے۔ تاکہ جس کا جو دل چاہے کھائے۔ ورنہ تمام کھانوں کے نام کھانے والوں کو بتلادے۔ تاکہ وہ اس کے انداز سے ہر چیز کو کھائیں اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو پہلے ہی بتلا دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اسی سے پیٹ بھرلیں اور بھوکے نہ اٹھیں۔

(۳) جب تک مہمان ہاتھ نہ کھینچ لے اس وقت تک کسی کھانے کو دسترخوان پر سے نہ اٹھانا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ یہی کھانا مہمان کو پسند ہو اور وہ اسی کو کھانا چاہتا ہو۔

ایک بزرگ کسی دعوت میں شریک ہوئے۔ ان کی طبیعت میں مذاق اور انبساط تھا۔ صاحب خانہ نے نوکر سے کہا کہ یہ کھانا اٹھاکر بچوں کو دے دو آپ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے پیچھے چلدیئے۔ صاحب خانہ نے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں تو جواب دیا۔ میں بھی بچوں ہی کے ساتھ کھاؤں گا۔ تب صاحب خانہ شرمندہ ہوا اور اس کھانے کو واپس منگوایا۔

(۴) دسترخوان پر جب تک لوگ کھارہے ہوں ہاتھ نہ کھینچنا چاہیئے بلکہ اگر پیٹ بھرگیا ہو تب بھی دوسروں کی خاطر تھوڑا تھوڑا آخر

تک کھاتا رہے۔ خصوصاً صاحب خانہ کو اس وقت تک دسترخوان سے نہ اٹھنا چاہیئے جب تک کوئی دوسرا کھا رہا ہو تاکہ اس کھانے والے کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ یا تکلف میں آ کر وہ بھوکا نہ رہ جائے اسی لئے بعض صالحین کا دستور رہا ہے کہ وہ بالکل آخر میں کھانا شروع کرتے اور جب لوگ کھانے سے ہاتھ روک لیتے تو ان پر اصرار کرتے کہ کم از کم میرا ساتھ ضرور دو۔

(۵) کھانا اس قدر دسترخوان پر رکھے جو کھانے والوں کو کافی ہو جائے اس سے کم لانا خلافِ مروت ہے اور ضرورت سے زیادہ لانا دکھلاوا اور ریا ہے۔

اگر یہ ارادہ ہو کہ بچا ہوا کھانا تبرکاً ہم کھائیں گے تو زیادہ کھانا رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ جیساکہ اوپر حدیث گذر چکی ہے کہ مہمانوں سے بچے ہوئے کھانے میں کوئی حساب نہیں۔

حضرت ابن ادہمؒ نے حضرت سفیانؒ کی دعوت کی اور بہت سا کھانا دسترخوان پر لاکر رکھدیا۔ حضرت سفیانؒ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو یہ اسراف ہے۔ حضرت ابن ادہمؒ نے جواب دیا: ایسے کھانے میں کوئی اسراف نہیں۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو ضرورت سے زیادہ کھانا دسترخوان پر رکھنا سراسر تکلف اور دکھلاوا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں "ہمیں ایسے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے جس میں دکھلاوا ہو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے کبھی کھانا نہ بچا تھا

نہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پیٹ بھر کر تناول فرماتے اور نہ اس قدر کھانا آپ کے سامنے رکھا جاتا کہ وہ کھانے کے بعد بچ رہے۔

(۶) کھانا لیجانے سے پہلے گھر والوں اور بچوں کیلئے ہر چیز میں سے ضرور چھوڑ دے تاکہ وہ کھانا بچکر آنے کے منتظر نہ رہیں۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ کھانا بچ کر نہیں آتا تو گھر والے بددل اور رنجیدہ ہوتے ہیں۔

(۷) کھانا کھلانے کے بعد مہمانوں کو دروازے تک پہنچائے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان کو رخصت کرے۔

دعوت سے واپسی کا بیان

(۱) مہمان کو بددل اور رنجیدہ خاطر ہو کر رخصت نہ ہونا چاہیئے اگر میزبان سے کچھ قصور اور کوتاہی بھی ہو تو اس سے درگذر کرنا چاہیئے دوسرے کے قصور کا خیال نہ کرنا اور کسی کا دل خوش کرنے کی خواہش رکھنا اچھی عادت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے انسان بعض مرتبہ خوش خلقی کی وجہ سے روزہ دار شب بیدار شخص کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک لڑکا حضرت جنید بغدادی کو دعوت میں بلا کر لایا لڑکے کا باپ ان سے ناخوش تھا اس لیئے آپ کو واپس کر دیا۔ لڑکا پھر بلا کر لایا اور باپ نے پھر واپس کر دیا اسی طرح چند مرتبہ پیش آیا۔

حضرت جنیدؒ ہر مرتبہ لڑکے کا دل خوش کرنے کی وجہ سے آجاتے اور پھر باپ کی ناراضی اور بدسلوکی کی وجہ سے واپس ہو جاتے یہ تھے وہ نفوسِ قدسیہ جن کا کھانا پینا اور دعوت میں جانا نہ جانا سب رضاءِ الٰہی کے لیئے تھا اور خواہشاتِ نفسانی کو اس میں ذرا دخل نہ تھا نہ کسی کے اکرام واحترام کی اُن کو خوشی اور نہ کسی کی توہین وتحقیر کی ان کو پروا۔

(۳) بغیر میزبان کی اجازت اور رضا کے واپس نہ ہونا چاہیئے اور جب تک میزبان کی خواہش ہو اس کی خاطر بیٹھا رہنا چاہیئے۔

(۴) کسی کے یہاں مہمان بن کر تین دن سے زیادہ نہ ٹھیرنا چاہیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الضیافۃ ثلاثۃ فما زاد فصدقۃ۔ — مہمانداری تین روز ہے اس سے زیادہ صدقہ وخیرات ہے۔

البتہ اگر میزبان خلوص ومحبت کی وجہ سے زیادہ ٹھیرنے پر مجبور کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

پینے کا بیان

کھانے کی طرح پینے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھے اور پینے کے بعد الحمد للہ کہے۔

(۱) پانی کا برتن سیدھے ہاتھ میں لے اور سیدھا بیٹھ کر پیئے۔

سہارا لگا کر یا لیٹ کر کسی شے کو نہ پینا چاہیئے۔ ایسے ہی کھڑے ہو کر پینا خلافِ اولیٰ ہے۔

امام نوویؒ شرح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پانی پینا مطلقاً مکروہ ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا۔ حضور اقدسؐ کا یہ فعل بیانِ جواز کے لئے تھا ورنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے کہ پینے کی چیز کو بیٹھ کر پیا جائے اور عادت شریفہ یہی تھی کہ اکثر بیٹھ کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ایک جگہ یہ بھی حکم فرمایا کہ جو شخص کھڑے ہو کر پیئے اس کو قے کر دینا چاہیئے۔ کھڑے ہو کر پینا حکم نبوی کی مخالفت کے علاوہ صحت کے لئے بھی مضر ہے۔

(۲) پانی پینے سے پہلے اس کو دیکھ لیا جائے۔ ممکن ہے کوئی تنکا وغیرہ پڑا ہو جو حلق میں اٹک کر تکلیف کا باعث ہو۔

(۳) پانی کا برتن منہ کو لگا کر سانس نہ لے اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور صحت کیلئے مضر ہے۔

(۴) ایک دم تمام پانی نہ پیئے۔ بلکہ ٹھیر ٹھیر کر تین سانس میں پیئے۔ ترمذی شریف میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی نوش فرماتے تھے تو بیچ میں تین دفعہ سانس لیتے۔ یعنی تھوڑا پانی پیکر برتن کو منہ سے علیحدہ کرے اور سانس لے۔

اسی طرح تین دفعہ کرے ورنہ کم از کم دو دفعہ جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے

اشربوا مثنیٰ او ثلاث یعنی پانی پیو دو دفعہ میں یا تین دفعہ میں۔ تین دفعہ کرکے پینے میں پیاس بھی جلد بجھ جائے گی۔ اور طبیعت بھی سیر ہو جائے گی اور کوئی نقصان بھی نہ ہوگا۔ ایک دم پانی پینا معدے اور جگر کو نقصان دیتا ہے

(۵) غٹ غٹ کرکے پانی نہ پئیے بلکہ آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا پئیے۔ پانی جب بتدریج معدے میں جاتا ہے تو کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ ایک دم ٹھنڈے پانی کا پینا مضر صحت ہے۔

(۶) چوپایوں کی طرح برتن میں منہ ڈال کر پانی نہ پئیے اس سے درد جگر کا عارضہ پیدا ہو جاتا ہے بلکہ برتن کو منہ سے لگا کر پئیے اگر برتن بڑا ہو یا نہر یا تالاب پر ہو تو چلو میں پانی لے کر پئیے۔

(۷) اگر پیاس نہ ہو تو وسط غذا میں پانی نہ پینا چاہیئے۔

(۸) پانی کھلے ہوئے صاف برتن میں پینا چاہیئے۔

(۹) ٹھنڈا پانی پینا رسول خدا کی سنت ہے۔ اور خدا کی دی ہوئی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

(۱۰) بغیر پیاس کے خواہ مخواہ زیادہ پانی نہ پینا چاہیئے۔

سونے کا بیان

(۱) سونے سے پہلے حوائج ضروریہ سے فارغ ہونا چاہیے۔ پیشاب یا پاخانہ کا روکنا مضر ہے۔ اور خطرناک امراض پیدا کرتا ہے

(۲) سونے سے پہلے کھانے پینے کے برتنوں کو بسم اللہ پڑھکر ڈھک دے تاکہ وہ شیطان کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ اس لئے کہ شیطان بسم اللہ پڑھکر ڈھکے ہوئے برتن کو نہیں کھول سکتا۔ نیز آسمان سے جو بلا اور وبا نازل ہوتی ہے وہ ہر کھلے ہوئے برتن میں داخل ہوتی ہے اگر برتن ڈھک کر سونے کی عادت ہو تو ہر قسم کی بلا اور وبا سے انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

(۳) سونے کے وقت چراغ کو بجھا دینا چاہیے اور آگ کو ٹھنڈا کر دینا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا تترکوا النّار فی بیوتکم حین تنامون۔ جس وقت سوؤ تو گھروں میں آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو

(۴) ابتداء رات سے اپنے بچوں اور جانوروں کو گھر سے باہر نہ جانے دو تاکہ جن و شیاطین کے بد اثرات سے محفوظ رہیں۔

(۵) زندگی کا بھروسہ نہیں اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے ہر رات سونے سے پہلے اپنے گناہوں پر پشیمانی اور

ندامت کیساتھ توبہ کر لیا کرے اور اس طرح تیار ہو کر سوئے کہ گویا دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اگر ممکن ہو تو قرض سے سبکدوش ہو جائے ورنہ قرضہ کی تفصیل اور ضروری امور لکھ کر سوئے۔ ممکن ہے کہ اچانک اس کی روح قبض ہو جائے اور اس سونے کے بعد پھر بیداری نصیب نہ ہو تو دوسروں کے حقوق اس کی گردن پر رہیں گے۔ اور روزِ حساب ان کو ادا کرنا پڑے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ماحق امرو له شیئ	نامناسب ہے یہ بات کہ کسی
یوصی به یبیت لیلة	کے پاس کوئی قابل وصیت
اولیلتین الا ووصیتہ	شئے ہو پھر بھی وہ ایک یا دو
مکتوبة عند راسه *	رات ایسی گذارے جس میں
	اس کے سرہانے وصیت لکھی نہ ہو۔

(۶) بہتر یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر قبلہ رُخ سوئے بار بار کروٹ بدلنا بھی اچھا نہیں۔

امام شافعی رح فرماتے ہیں سونے کے چار طریقے ہیں

(۱) سہارا لگا کر سونا۔ یہ اولیائے کرام کی عادت ہے جو تھوڑی راحت پر اکتفا کرتے ہیں اور ذکر و فکر کے ساتھ بیداری کو خوابِ غفلت پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۲) داہنی کروٹ پر لیٹنا۔ یہ علماء اور متبعین سنت کا طریقہ ہے۔

(۳) بائیں کروٹ پر سونا یہ سلاطین اور متکبرین کی عادت ہے۔

(۴) اوندھے سونا۔ یہ شیاطین کی عادت ہے۔

چت لیٹ کر سونے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بسا اوقات چت لیٹ کر سویا کرتے تھے۔ البتہ عورت کو چت لیٹ کر آسمان کی طرف منہ کر کے نہ سونا چاہئے۔ اوندھے منہ سونا مرد اور عورت دونوں کے لئے ناپسندیدہ ہے۔ یہ شیطانی عادت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اوندھے منہ سوتے ہوئے دیکھا تو اس کو منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا "اس ہیئت کو خدا اور اس کا رسولؐ دونوں ناپسند کرتے ہیں (مسند امام احمدؒ)

(۵) جب بستر پر لیٹے تو یہ دعا پڑھے۔

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ۔

میرے رب تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھ دیا اور تیرے ہی سہارے اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما۔ اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما۔ جیسا اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

(۸) جاڑوں میں دھوپ میں نہ سونا چاہیئے اس سے بدن میں اضمحلال اور اعضاء میں ضعف پیدا ہوتا ہے۔

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ چاندنی میں بھی نہ سونا چاہیئے اس سے رنگ زرد پڑتا ہے۔ اور سر بھاری بھاری رہتا ہے

(۹) آدھا دھوپ اور آدھا سایہ میں بیٹھنے اور سونے کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔

(۱۰) فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے ہرگز نہ سونا چاہیئے۔ اس سے رزق میں کمی ہوتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کے وقت حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ سو رہی تھیں حضور انور نے اپنے پائے مبارک سے اُن کو جگایا اور فرمایا ‘‘ ایسے وقت سو رہی ہو جب کہ رزق تقسیم ہو رہا ہے ’’

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ روزآنہ کا رزق صبح کے وقت تقسیم ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں آیا ہے:۔

من نام حتی اصبح بال الشیطان فی اذنہ

(ترجمہ) جو شخص دن چڑھے تک سوتا رہے شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ یعنی اپنے نجس اور گندے اثرات اس کے دماغ میں ٹھونس دیتا ہے۔

(۱۱) عصر کے بعد نہ سونا چاہیئے۔ علامہ سیوطی رح فرماتے ہیں، دن کے ابتدائی حصہ میں سونا فقر و تنگی پیدا کرتا ہے اور زوال کے وقت سونا عقل کو زیادہ کرتا ہے اور دن کے آخری حصہ میں سونا عقل و شعور کو برباد کرتا ہے۔

(۱۲) کھلی چھت پر جہاں دیوار اور کوئی روک نہ ہو نہ سونا چاہیئے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ایسی جگہ سونا احتیاط اور سمجھ کے بھی خلاف ہے۔

(۱۳) تنہا نہ سونا چاہیئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تنہا سونے سے منع فرمایا ہے۔ تنہا سونے میں بعض مرتبہ انسان کو ایسے امور سے سابقہ پڑتا ہے جن کا نتیجہ پشیمانی ہوتا ہے۔

(۱۴) دو مردوں یا عورتوں کو برہنہ ہو کر ایک بستر میں نہ سونا چاہیئے

(۱۵) دس برس سے زیادہ عمر والے لڑکے کو سوائے بیوی کے کسی محرم یا نامحرم عورت کے پاس نہ سونا چاہیئے۔ حتیٰ کہ ماں اور بہن کے پاس سُلانا بھی احتیاط کے خلاف ہے۔ ایسے ہی دس برس سے زیادہ عمر والی لڑکی کو سوائے خاوند کے کسی مرد کے پاس نہ سونا چاہیئے حتیٰ کہ باپ اور بھائی کے پاس سونا بھی خطرناک غلطی ہے۔

(۱۶) فرض نماز کا وقت ہو جانے کے بعد سونا مکروہ ہے۔ اگر نماز قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر سونا حرام ہے بالخصوص نماز عشاء سے پہلے نہ سونا چاہیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو

ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری مسلم)

(۱۷) مجمع میں سونا مروت کے خلاف ہے۔ اگر نیند کا زیادہ غلبہ ہو تو ایک طرف جا کر سو جائے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص بیٹھا ہو اس کی پرواہ نہ کرنا اور سو جانا بے تمیزی ہے۔ نہ سوتے ہوئے کے پاس بیٹھے اور نہ جاگتے ہوئے کے سامنے سوئے۔

(۱۸) سونے سے پہلے اپنے بستر کو جھاڑ کر اچھی طرح صاف کر لینا چاہیئے۔

(۱۹) کھانا کھانے کے فوراً بعد نہ سونا چاہیے بلکہ اتنی دیر توقف کرے کہ کھانا ہضم ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اذیبوا طعامکم بذکر اللہ ولا تناموا علیہ فتقسی قلوبکم

اپنے کھانے کو ہضم کرو اللہ کے ذکر سے (کھانے کے بعد اللہ کا ذکر کرو) اور کھا کر فوراً مت سو جاؤ جس سے تمہارے قلوب سخت ہو جائیں۔

(۲۰) جب بیدار ہو فوراً حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ذکر کرے اور کلمہ و استغفار پڑھے۔ امام محمدؒ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب سے بیدار ہوتے یہ دعا پڑھتے۔ ہم کو بھی چاہیئے کہ سنت کے اتباع میں اس دعا کو اہتمام کے ساتھ پڑھیں کیونکہ اتباع سنت میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِ لِلسَّبِيلِ الْاَقْوَمِ

پروردگار مغفرت فرما اور رحم فرما۔ اور سیدھے راستہ کی ہدایت دے

لباس کا بیان

لباس حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ایک نعمت ہے۔ جو انسان کو تن پوشی کے لئے عطا کی گئی ہے۔ انسان کی عظمت و شرافت کی وجہ سے اُس کو لباس عطا کیا گیا۔ اور دیگر حیوانات کی طرح برہنہ نہیں چھوڑا گیا۔ لباس کی وجہ سے انسان انسان دکھلائی دیتا ہے اور دیگر حیوانات سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اور خوش نما اور باوقار دکھلائی دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ

اے اولادِ آدم ہم نے اتاری تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمہارے عیوب کو اور رونق ہو تمہارے لئے

پس اس عظیم الشان نعمت کی قدر دانی اور شکر گذاری۔۔۔ بندگی کے لوازمات میں سے ہے۔ اور صحیح قدر دانی اور اصل شکر گذاری یہ ہے کہ اس نعمت کا اس طرح استعمال کرے جس طرح استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لباس نہ اتنا خستہ اور خراب ہو کہ دوسرے نفرت کریں اور حقارت سے دیکھیں اور نہ اتنا اعلیٰ اور قیمتی ہو کہ نمایاں نظر آئے

اور پہننے والے کی حیثیت سے بڑھا ہوا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کے لباس سے منع فرمایا ہے نہ بہت قیمتی ہو اور نہ بالکل بے قیمت اور حقیر ہو بلکہ لباس اپنے مناسب حال اور حیثیت کے موافق ہونا چاہیئے۔ اپنی حیثیت سے بہت کمتر لباس کمینہ پن اور دناءت شمار ہوتا ہے۔ اور اپنی حیثیت سے نمایاں لباس شہرت اور ریا شمار ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "جو شخص شہرت اور نام و نمود کیلئے کپڑا پہنے گا وہ بروز حشر ذلیل و خوار ہوگا" درز

کپڑا تن ڈھکنے کے لئے ہے اور تن پوشی کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اسی حیثیت سے اس کو استعمال بھی کرنا چاہیئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اچھا کھاؤ اور اچھا پہنو مگر دو باتوں سے احتراز کرو ایک اسراف، اور فضول خرچی، دوسرے عجب اور بڑائی"

(۱) لباس پاکیزہ اور ستھرا ہو، گندہ اور غلیظ نہ ہو۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھ، اور پلیدی چھوڑ دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

النظافة من الایمان صاف ستھرا رہنا ایمان میں داخل ہے،

میلا کچیلا رہنا اور وحشیوں کی صورت بنائے رکھنا کسی صورت میں زیبا نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میلے کپڑوں میں دیکھ کر ارشاد فرمایا "کیا یہ شخص اپنے کپڑے نہیں دھو سکتا مانا کہ فقر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے لیکن یہ میل کچیل، اور گندگی کیوں ہے۔ اللہ تعالیٰ میل کچیل اور گندگی کو ناپسند فرماتا ہے"

دوسری حدیث میں ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔

(۲) لباس سے مقصود حکم خداوندی کی بجا آوری اور تن پوشی اور نعمتِ خداوندی کی قدر دانی اور شکر گذاری ہو۔ فخر و مباہات اور نام و نمود اور شہرت و ریا کے لئے لباس فاخرہ اور عمدہ پوشاک استعمال نہ کرے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"جو شخص خوشنما لباس پہننے پر قادر ہو پھر اللہ کی رضا کیلئے اس کو استعمال نہ کرے حق تعالیٰ روز قیامت اس کو عزت و مکرمت کا لباس پہنائیں گے"

(۳) لباس سادہ اور کم قیمت ہو۔ بیش قیمت اور اعلیٰ پوشاک سے عجب پیدا ہوتا ہے اور بڑائی، غرور اور ناز ہوتا ہے جو

حق تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ ارشاد نبوی ہے:۔

البسوا الخشن من الثیاب حتیٰ لا یجد العزو الفخر فیکم مساغا۔

یعنی موٹا کپڑا پہنا کرو تاکہ نمود و فخر تمہارے تک راہ نہ پا سکے۔
اس لئے اکثر صحابہ کرام اولیا اور صوفیاء کی یہ عادت رہی کہ پھٹے پرانے کم قیمت لباس میں زندگی بسر فرماتے تھے۔

(۴) لباس وہی پسندیدہ اور مرغوب ہے جو صلحاء امت کا لباس ہو اور عام مسلمانوں کی پوشاک ہو۔ غیر مسلموں کا لباس اور طور و طریق اختیار کرنا کسی طرح بھی گوارا نہیں ہے۔

ارشاد نبوی ہے

من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح مردوں کو زنانہ لباس پہننا اور عورتوں کو مردانہ لباس پہننا ممنوع اور قبیح ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں کو لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کے مشابہ لباس پہنیں۔ [۱]

(۵) لباس میں وہ ہیئت اختیار نہ کرے جس سے نخوت اور رعونت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لئے لمبے کرتے اور ٹخنوں تک

---

[۱] اور ان عورتوں کو بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کے مشابہ لباس پہنیں (بخاری)

پاجامہ اور تہبند کو ناپسند قرار دیا گیا ہے۔ اور ایسی طرح کپڑا پہنتا جو لٹکتا رہے ناروا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

" حق تعالیٰ قیامت میں اس شخص سے اعراض فرماتے ہیں جو بڑائی سے اپنا تہبند لٹکائے پھرتا ہو" نیز ارشاد فرمایا:۔ مومن کا تہبند پنڈلیوں تک ہونا چاہیئے اور ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اس سے زائد دوزخ میں ہے

(۶) حریر و دیباج کی پوشاک کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

" جس شخص نے دنیا میں حریر کی پوشاک پہنی وہ آخرت میں حریر کی پوشاک سے محروم رہے گا۔ اسی طرح ان رنگین کپڑوں کا بھی استعمال ممنوع ہے جو عورتوں کے لئے مخصوص ہیں یا متکبرین اور فاسقین کی خصوصی پوشاک ہیں"

(۷) کپڑے کو خوب اچھی طرح استعمال کرے اور جب تک بالکل ناکارہ نہ ہو جائے برابر استعمال کرتا رہے۔ یہ کپڑے کی قدردانی ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

" تین شخص جنت میں بلا حساب داخل ہونگے "

۱ؕ وہ شخص جو کپڑے کو برابر دھوتا رہے اور اس کو پرانا نہ سمجھے

۲ؕ وہ شخص جس کے چولھے پر دو ہانڈی نہ پکیں:

۱۸۳ وہ شخص جس سے جب برتن مانگا جائے تو یہ نہ کہے کون سا برتن یعنی اس کے پاس ایک ہی برتن موجود ہو اُسی کو اٹھا کر دیدے۔
(۸) کپڑے کو اس وقت تک پرانا ناقابل استعمال نہ سمجھے جب تک اس میں خوب پیوند نہ لگالے۔ کپڑے میں پیوند لگانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور صحابہؓ کرام کا شعار ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زمانۂ خلافت میں خطبہ پڑھ رہے تھے اور کرتے میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے جن میں سے بعض پیوند چمڑے کے تھے۔ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو فرمایا ہے:۔

لا تستخلقی ثوبا حتی ترقعیہ۔ کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا جب تک اس میں پیوند نہ لگائے۔

(۹) جب کپڑا پہنے تو داہنی طرف سے شروع کرے مثلاً کرتا اچکن وغیرہ جب پہنے تو اول داہنی آستین پہنے پھر بائیں آستین ایسے ہی اگر پاجامہ پہنے تو اول داہنا پائنچہ پہنے پھر بایاں۔ اور جب کپڑے اتارے تو اس کا اُلٹا کرے۔

(۱۰) جب کپڑے پہنے تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ — سب حمد و ثنا اس خدا کے لئے جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور میری

حَوْلِ مِنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ ۔ بے محنت و مشقت کے عطا کیا۔

رہائش کا بیان

رہائش میں بھی اصل مطلوب سادگی اور صفائی اور ستھرائی ہے۔ سادگی ہر جگہ زیب دیتی ہے اور انسان کو ہر خرابی اور پریشانی سے محفوظ رکھتی ہے۔ خواہ مخواہ گراں بار ہونا کسی حال میں بھی عقلمند کو زیبا نہیں۔ جو جگہ عارضی سکونت کے لئے ہے اس کو اسی حیثیت سے رکھنا مناسب ہے۔ بے ضرورت بلا وجہ عالیشان عمارت بنانا اور اپنی پونجی کو گارے مٹی میں برباد کرنا پھر حسرت و یاس سے اس کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہونا دانائی کی بات نہیں۔

چنانچہ نبی کریم ؐ نے فرمایا ہے :۔

"جب حق تعالیٰ کسی بندہ کے حق میں برائی چاہتے ہیں تو اس کی پونجی کو گارے اور مٹی میں ضائع کر دیتے ہیں۔" (البستان)

دوسری روایت میں ہے :۔

"جو شخص قدر کفایت سے زائد عالیشان عمارت بنائے گا روز حشر اس کی عمارت کو اس کی گردن پر رکھا جائے گا۔" (البستان)

پس بہتر یہ ہے کہ اپنی پونجی کو ان کاموں میں خرچ کیا جائے جو ساتھ جانے والے ہیں اور ہمیشہ کام آنے والے ہیں۔ لیکن ضرورت کی بقدر اور اہل و عیال کی آسائش کی خاطر مکان بنانا معیوب بھی

نہیں ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اس کو اپنا انعام اور احسان تبلایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَتَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ	اور بناتے ہو نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے۔

مکانات اور محلات کو نعمتہائے خداوندی میں شمار کیا گیا ہے اور انعام خداوندی قبیح اور مذموم نہیں ہو سکتا۔

حضرت محمد بن سیرین محدث رح کے صاحبزادے نے ایک مکان بنوایا اور اس پر کافی مال خرچ کیا محمد بن سیرینؒ سے جب اس کے متعلق ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ آدمی اپنی راحت کے لئے اپنی منشاء کے موافق عمارت بنائے۔" (بستان)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ انسان اپنی پونجی کو امور آخرت میں صرف کرے اگر دنیاوی کاموں میں خرچ کرے اور اچھی عمارت بنائے، عمدہ پوشاک خریدے تو یہ بھی ممنوع نہیں بشرطیکہ تین باتوں کا پابند رہے۔

اول یہ کہ مال کو حرام اور مشتبہ طریق سے حاصل نہ کیا جائے دوسرے یہ کہ کسی مسلم اور غیر مسلم پر ظلم و تعدی اور حق تلفی اور ناانصافی نہ ہو۔

تیسرے یہ کہ فرائض خداوندی اور سنت نبوی کی پوری پابندی ہو۔

(بستان)

کرایہ کے لئے مکانات اور دوکانات بنانا مذموم نہیں بلکہ کسب معاش میں داخل ہے البتہ اگر اس سے مقصود دوسروں کی راحت رسانی اور حاجت روائی ہو تو یہ بھی عبادت ہے۔ اور یہ بھی اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔ اپنی رہائش کے لئے تعمیر مکان پر کسی قسم کا اجر و ثواب نہیں۔ البتہ اگر نیت صالح ہو اور مقصد نیک ہو اور منشا نام و نمود نہ ہو تو کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے۔ انشاء اللہ۔

یہ معیشت کے اجمالی طریقے اور مختصر آداب ہیں جن کو برتنے سے انسان دنیا میں بھی راحت و آرام اور سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور لطف زندگی سے سرشار رہتا ہے۔ اور آخرت میں بھی کامیابی اور سرخروئی نصیب ہوتی ہے۔ اور وہاں کے مواخذہ اور گرفت سے محفوظ رہتا ہے۔ انشاء اللہ۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل والصلوٰۃ والسلام علی من بعث ھادیا ومھدیا رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ؁

خاکسار

محمد احتشام الحسن کان اللہ لہ

کاندھلہ ضلع مظفر نگر

دوشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

مرنیکے بعد کیا ہوگا؟

اس سلسلے کے تمام سوالات حل کرنے کیلئے مفصل کتاب

ابھی یہ کتاب لکھ کر مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ شائقین نے فرمائشیں بھیجنا شروع کر دیں۔ اس کتاب میں مومن کے لئے قبر کی روشنی اور وسعت اعزاز و اکرام اور نافرمانوں کے لئے اندھیری اور ہولناک سزائیں میدان حشر کی نفسی نفسی حساب کتاب۔ دھوپ اور بھوک و پیاس۔ زمین اور ہاتھ پیروں کی گواہی دوزخ کے الناک مناظر اژدھے اور سانپ بچھوؤں کا لپٹنا۔ کانٹے دار کھانے اور بدبودار خون اور پیپ کا پینا۔ پلصراط اور اعراف کی منزلوں سے گذرنے کی حالتیں۔ حوض کوثر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اور آپ کی شفاعت۔ جنت الفردوس اور آٹھوں جنتوں کی نعمتیں۔ نہریں۔ باغات۔ میوہ جات اور حور و قصور۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار۔ جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ ہر ہر موضوع۔ پر سیکڑوں عنوانات سے مزین کر کے مستند حوالوں سے لکھی گئی ہے۔ دنیا کی محبت جو تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ جبتک اس سے نگاہیں بلند نہ ہوں اور مرنیکے بعد کی زندگی کا فکر پیدا نہ ہو، مصیبت کی ماری دنیا کبھی سکھ چین حاصل نہ کر سکے گی، اور مرنیکے بعد کا آرام تو اس کی تیاری کے بغیر ممکن ہی نہیں سیکڑوں عنوانات سے مزین کی گئی ہے

مصنفہ
مولانا عاشق الٰہی بلند شہری و
مولانا رحمت اللہ صاحب میرٹھی
تین سو صفحات حصہ اول عہ دوم ۸/
مجلد مع رنگین گرد پوش مکمل
صرف ۴/

(منشی) انیس احمد ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی

تصانیف حضرت مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

۱ مشائخ کاندھلہ .. .. .. زیر طبع ......

۲ فضائل اسلام اور دعوت فکر و عمل .. .. -/۴۵

۳ ارکان اسلام .. .. .. مجلد ایک روپیہ

۴ تبلیغ کیا ہے ۲/۲۵

۵ اصلاح معاشرت .. .. چار آنے

۶ معارف السنہ .. .. -/۴

۷ اسلامی زندگی .. .. چار آنے

۸ اصلاح انقلاب .. .. چھ آنے

۹ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج .. چار آنے

۱۰ خلفائے راشدین اور اہل بیت کے باہمی تعلقات ایک روپیہ بارہ آنے

۱۱ پیام عمل .. .. چار آنے

۱۲ دین خالص .. .. آٹھ آنے

۱۳ حجۃ الوداع .. .. بارہ آنے

۱۴ رفیق حج مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے

(منشی) انیس احمد ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی

ہماری مطبوعات ایک نظر میں

تصانیف مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث

فضائل تبلیغ عکسی	-/۳۰
فضائل نماز عکسی	-/۷۰
فضائل قرآن مجید عکسی	-/۶۰
فضائل رمضان عکسی	-/۵۵
حکایات صحابہؓ عکسی	۱/۵۰
اسلام میں پردہ کی حقیقت (از مولانا تھانویؒ)	۶/
تبلیغی تقریریں حضرت شیخ الاسلامؒ	۶/
معین التجوید قاری سید رضا حسنؒ	۴/
جزاء الاعمال (حضرت تھانویؒ)	۶/

تصانیف مولانا احتشام الحسن صاحب

رفیق حج مجلد	۸/
ارکان اسلام مجلد	۸/
آداب بیعت	۸/
اصلاح معاشرت	۴/

تصانیف مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

اُمت مسلمہ کی مائیںؓ مجلد	۸/
رسول اللہ صلعم کی صاحبزادیاںؓ مجلد	۵/
مرنے کے بعد کیا ہوگا مکمل مجلد	۱۲/
آخرت کے فکرمندوں کے پچاس قصے	۶/
پچاس باتیں	۶/
اصحاب صفہؓ	۶/
اکرام المسلمین	۸/
چار ستارے	-/۲
نصائح رسول کریم	۴/
زاد الطالبین عربی	۵/
حضرت: انیس احمد بلند شہری	۴/
تبلیغی نصاب	-/۶
مسنون اور مقبول دعائیں	۵/
اردو ترجمہ الادب المفرد (امام بخاریؒ)	[illegible]
زرین اقوال	-/۷۵

ملنے کا پتہ

(منشی انیس احمد) ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی